بھی رکھتے ہیں ان کی محنت و کوشش کی بدولت یہ عربی رسالہ اور دو عربی قصیدے اب زیور طباعت سے آراستہ ہو کر باصرہ نوازِ ارباب نظر ہو رہے ہیں موصوف نے اصل متن کی اشاعت کے ساتھ ان کا بامحاورہ وسلیس اردو ترجمہ کیا اور شروع میں ایک مبسوط و مفصل مقدمہ بھی لکھا ہے جس میں خیرآباد اور اس کے علمی سلسلوں کی اجمالی تاریخ مولانا فضل حق کے خاندانی حالات ۔ پھر ان کے سوانح اور علمی وادبی کمالات ۔ ذاتی اخلاق و فضائل ان سب پر ایک انتہائی عقیدتمند کی حیثیت سے کلام کیا ہے اثنار کلام میں بعض اور چیزیں بھی آگئی ہیں جن کا اصل موضوع سے کچھ زیادہ تعلق نہیں ہے ۔تاہم اپنی جگہ ان کی افادیت مسلم ہے ۔ اصل مقدمہ کے بعد ایک ضمیمہ لکھا ہے جس میں مولانا عبدالحق خیرآبادی ۔ مولانا سید برکات احمد ٹونکی مولانا معین الدین اجمیری اور پھر خود اپنے حالات و سوانح، مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی سے تلمذ بالواسطہ دبو سائط رکھنے کی مناسبت سے لکھے ہیں ۔ کتاب میں خالص تاریخی اور تصنیفی اصول کے لحاظ سے چند خامیاں ضرور ہیں مثلاً سوانح نگاری اور منقبت سرائی میں فرق نہ کرنا بعض قابل بیان خامیوں کو چھپانا یا ان کی تاویل کرنا بعض غیر متعلق اشخاص کا محض ادنیٰ ملابست سے مفصل تذکرہ کرنا ۔ جگہ جگہ مولانا فضل حق اور مولانا ابوالکلام آزاد کا خواہ مخواہ موازنہ کرنا ۔ اہم اور قابل ذکر باتوں مثلاً ارباب سوانح کے علمی امتیازات وخصوصیات پر سرسری کلام کرنا اور گھریلو زندگی کے غیر اہم واقعات کا مفصل تذکرہ کرنا ۔ پھر موقع بے موقع اپنے سیاسی افکار وخیالات کا جذباتی رنگ میں اس طرح بیان کرنا جس سے دوسروں کی تنقیص اور اپنی مدح کا پہلو نکلتا ہو ۔ تاہم مجموعی اعتبار سے کتاب پُراز معلومات ۔ دلچسپ اور مفید ہے اور اس کے مطالعہ سے گذشتہ ایک سو برس کے مسلمانان ہند کے جو تہذیبی ۔ علمی ادبی کارنامے اور ملک و وطن کے لئے اُن کی عظیم کوششوں اور قربانیوں کی تاریخ سامنے آجاتی ہے موجودہ حالات

میں مسلمانوں کو اس کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے تاکہ ان میں شکست خوردگی اور کمتری کا جو احساس پیدا ہو گیا ہے وہ دور ہو! مذکورہ بالا چند خامیوں سے قطع نظر نوجوان مصنف اس قابل قدر کوشش اور محنت و قابلیت پر ہماری مبارکباد کے مستحق ہیں۔

نمونۂ المعرب از پروفیسر سیفبن حسینی القطیعی و پروفیسر احمد بن ناصر العسیری استاذ عربی عثمانیہ ٹریننگ کالج حیدرآباد دکن۔

عربی زبان کے طلبا اور اساتذہ کے لئے مدت سے دو قسم کے لغات کی شدید ضرورت محسوس ہو رہی تھی ایک عربی سے اردو میں اور دوسری اردو سے عربی میں پہلی نوع کی لغت کا کام ندوۃ المصنفین میں ہو رہا ہے اور ایک بڑی حد تک مکمل ہو چکا ہے۔ اگر ادارہ گذشتہ مصائب و حوادث سے دوچار نہ ہوتا تو غالباً اس کی کتابت شروع ہو گئی تھی خوشی کی بات ہے کہ "اردو عربی" لغت کا کام بھی حیدرآباد میں شروع ہو گیا ہے جو "المعرب" کے نام سے انجام دیا جا رہا ہے۔ ہمارے پاس اس کا ایک نمونہ جس میں۔ الف۔ ب۔ ج اور گ کے تقریباً دو سو الفاظ ہیں۔ اظہار رائے کے لئے آیا ہے۔ یہ کام چونکہ نہایت اہم اور ضروری۔ اور ہمارے ذوق کے مطابق ہے اس لئے ہم نے اس کو شوق اور توجہ سے از اول تا آخر دیکھا اگر پورے لغت کی ترتیب و تدوین اسی نہج پر ہوئی تو کوئی شبہ نہیں کہ یہ لغت اردو زبان میں ایک نہایت بیش قیمت اضافہ ہوگا لغت کے دونوں مرتب عربی زبان کے بلند پایہ ادیب اور قدیم و جدید دونوں قسم کی زبانوں سے اچھی طرح باخبر اور محاورات وضرب الامثال۔ اور الفاظ کے محل استعمال سے بخوبی واقف نسلاً عرب ہیں۔ مگر غالباً حیدرآباد میں متوطن ہو گئے ہیں اور ایک ماہر زبان کی طرح اردو کے بھی فاضل ہیں اس بنا پر انھوں نے یہاں اردو زبان کے قدیم و جدید الفاظ و محاورات کا استقصا کیا ہے ساتھ ہی ان کے